فتاویٰ امن پوری (قسط ۳۲۰)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: کیا ابو طالب کی نبی کریم ﷺ سے محبت نے انہیں کچھ فائدہ دیا؟

جواب: ابو طالب نبی کریم ﷺ کا بے حد خیال رکھتے تھے، آپ ﷺ کے لیے شدید جذبات رکھتے تھے، مگر چونکہ کلمہ نہیں پڑھا تھا، اس لیے جہنم میں جائیں گے، نبی کریم ﷺ کی محبت نے انہیں یہ فائدہ دیا کہ ان کے عذاب میں تخفیف کر دی گئی، مگر جہنم سے خارج نہیں کیے گئے۔

❁ سیدنا عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللّٰهِ، هَلْ نَفَعْتَ أَبَا طَالِبٍ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهٗ كَانَ يَحُوطُكَ وَيَغْضَبُ لَكَ؟ قَالَ : نَعَمْ، هُوَ فِي ضَحْضَاحٍ مِنْ نَارٍ، وَلَوْلَا أَنَا لَكَانَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ .

''اللہ کے رسول! کیا آپ نے ابو طالب کو کوئی فائدہ دیا؟ وہ تو آپ کا دفاع کیا کرتے تھے اور آپ کے لیے دوسروں سے غصے ہو جایا کرتے تھے۔ فرمایا: جی ہاں! (میں نے اُنہیں فائدہ پہنچایا ہے) وہ اب (جہنم کے) بالائی طبقے میں ہیں، اگر میں نہ ہوتا، تو جہنم کے نچلے حصہ میں ہوتے۔''

(صحيح البخاري : 3883، صحيح مسلم : 209)

نبی کریم ﷺ کے چچا ابو طالب نے آخری دم کلمہ توحید پڑھنے سے انکار کر دیا تھا۔

اس کے باوجود بعض نے ایمان ابی طالب کے نام سے درجنوں کتابیں تالیف کر دی اور انہیں جھوٹی، من گھڑت اور غیر ثابت روایات سے بھر دیا۔

❀ سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

مَا مَاتَ أَبُو طَالِبٍ حَتّٰى أَعْطٰى رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ نَفْسِهِ الرِّضَا .

''ابوطالب نے وفات سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کر لیا تھا۔''

(شرح نَهج البلاغة لابن أبي الحديد : 71/14)

یہ بے بنیاد اور جھوٹی روایت ہے۔

ابوطالب کی طرف منسوب اشعار بھی ثابت نہیں۔

تنبیہ:

❀ عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے منسوب ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اسْتَغْفَرَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ وَهُوَ مُشْرِكٌ، فَلَا أَزَالُ أَسْتَغْفِرُ لِأَبِي طَالِبٍ حَتّٰى يَنْهَانِي عَنْهُ رَبِّي .

''ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک والد کے لیے دعائے مغفرت کی، میں بھی اپنے چچا ابوطالب کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہوں گا، جب تک میرا رب مجھے منع نہ کر دے۔''

(تفسير الطّبري : 21/12)

باطل ہے۔

① عمرو بن دینار کی مرسل ہے۔

② ابوحذیفہ موسیٰ بن مسعود ''ضعیف'' ہے۔

③ مثنیٰ بن ابراہیم ابلی کے حالات زندگی نہیں ملے۔

❀ یہی روایت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے بھی مروی ہے۔

(المستدرك للحاكم : 3299)

باطل ہے۔

① یہ عمرو بن دینار کی مرسل ہے۔ابوحمہ محمد بن یوسف یمانی نے اسے موصول بیان کر دیا ہے، جبکہ سفیان بن عیینہ کے دیگر شاگردوں نے اسے مرسل بیان کیا ہے، معلوم ہوا کہ اس میں جابر بن عبداللہ کا واسطہ ذکر کرنا خطا ہے۔

❀ امام ابوعلی حسین بن علی نیشاپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا أَعْلَمُ أَحَدًا وَصَلَ هٰذَا الْحَدِيثَ عَنْ سُفْيَانَ غَيْرَ أَبِي حُمَةَ الْيَمَانِيِّ وَهُوَ ثِقَةٌ وَقَدْ أَرْسَلَهُ أَصْحَابُ ابْنِ عُيَيْنَةَ .

''میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو سفیان بن عیینہ سے ابوحمہ یمانی کے علاوہ کسی نے موصول بیان کیا ہو۔ وہ اگرچہ ثقہ ہیں، مگر سفیان کے دیگر شاگردوں نے اسے مرسل بیان کیا ہے۔''

(المستدرك للحاكم، تحت الرقم : 3299)

❀ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

رُبَّمَا أَخْطَأَ وَأَغْرَبَ .

''کبھی کبھی غلطی کھا جاتا تھا اور غریب روایات بیان کر دیتا تھا۔''

(الثّقات : 104/9)

② فضل بن محمد جندی نے ابوحمہ یمانی سے ایک روایت میں وہم بھی کھایا ہے۔

(لسان المیزان لابن حجر : 140/8)

③ سفیان بن عیینہ کا عنعنہ ہے۔

(سوال): کیا نبی کریم ﷺ نے بکریاں چرائیں؟

(جواب): ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں، ہمارے نبی محمد کریم ﷺ نے بھی نبوت سے قبل بکریاں چرائی ہیں۔

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا بَعَثَ اللّٰهُ نَبِيًّا إِلَّا رَعَى الْغَنَمَ، فَقَالَ أَصْحَابُهٗ : وَأَنْتَ؟ فَقَالَ : نَعَمْ، كُنْتُ أَرْعَاهَا عَلٰى قَرَارِيطَ لِأَهْلِ مَكَّةَ .

''اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیا مبعوث کیے، سب نے بکریاں چرائی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: (اللہ کے رسول!) کیا آپ نے بھی؟ فرمایا: جی ہاں، میں اہل مکہ کی بکریاں کئی قراط (دینار) کے عوض چراتا تھا۔''

(صحيح البخاري : 2262)

(سوال): بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک اور ناجائز ہے، تو پھر ان کی دعا قبول کیوں ہوتی ہے، ان کی حاجات پوری کیوں ہوتی ہیں؟

(جواب): اللہ تعالیٰ نے ہمیں شریعت کے اتباع کا حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر مسلمان اور کافر کے رزق کا بندوبست فرمایا ہے۔ وہ سب کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے، جو جس کی تقدیر میں لکھا ہے، وہ اسے عطا کر دیتا ہے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے مانگے، تو بھی عطا

کرتا ہے اور اگر غیر اللہ سے مانگے، تب بھی عطا کر دیتا ہے۔مگر آخرت کی بھلائیاں صرف اسے حاصل ہوں گی، جو دنیا میں احکام الٰہیہ کی پابندی کرے۔

❁ حافظ سیوطی رحمہ اللہ (۹۱۱ھ) فرماتے ہیں:

أَمَّا إِجَابَةُ الدُّعَاءِ هُنَاكَ فَقَدْ يَكُونُ سَبَبُهُ اضْطِرَارَ الدَّاعِي، وَقَدْ يَكُونُ سَبَبُهُ مُجَرَّدَ رَحْمَةِ اللّٰهِ لَهُ، وَقَدْ يَكُونُ سَبَبُهُ أَمْرًا قَضَاهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا لِأَجْلِ دُعَائِهٖ، وَقَدْ يَكُونُ لَهُ أَسْبَابٌ أُخْرٰى، وَإِنْ كَانَتْ فِتْنَةً فِي حَقِّ الدَّاعِي، وَقَدْ كَانَ الْكُفَّارُ يَدْعُونَ، فَيُسْتَجَابُ لَهُمْ، فَيُسْقَوْنَ وَيُنْصَرُونَ وَيُعَافَوْنَ مَعَ دُعَائِهِمْ عِنْدَ أَوْثَانِهِمْ وَتَوَسُّلِهِمْ بِهَا ...... وَأَسْبَابُ الْمَقْدُورَاتِ فِيهَا أُمُورٌ يَطُولُ تَعْدَادُهَا، وَإِنَّمَا عَلَى الْخَلْقِ اتِّبَاعُ مَا بَعَثَ اللّٰهُ بِهِ الْمُرْسَلِينَ، وَالْعِلْمُ بِأَنَّ فِيهِ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

’’قبروں پر دعا کے قبول ہونے کا سبب کبھی تو پکارنے والے کی مجبوری ہوتی ہے، کبھی اس کا سبب محض اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتی ہے، کبھی دعا کی قبولیت اس وجہ سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی تقدیر میں ایسا ہی لکھا ہوتا ہے، یہ اسے دعا کی وجہ سے عطا نہیں ہوتا، کبھی دعا کی قبولیت کے دیگر اسباب بھی ہوتے ہیں، البتہ یہ قبولیت دعا کرنے والے کے حق میں آزمائش ہوتی ہے۔ کفار بھی (اپنے بتوں سے) دعائیں کیا کرتے تھے، ان کی دعا بھی قبول ہوتی تھی، انہیں بارش دی جاتی تھی، ان کی نصرت ہوتی تھی اور انہیں صحت دی جاتی تھی،

حالانکہ وہ بتوں سے دعائیں مانگتے تھے اور ان کا وسیلہ پکڑتے تھے۔......

دعاؤں کی قبولیت کے اسباب بہت زیادہ ہیں۔مخلوق کے ذمہ صرف اس شریعت کا اتباع ہے، جو اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو دے کر مبعوث فرمایا اور یہ جان لیں کہ دنیا اور آخرت کی بھلائیاں فقط دین میں ہیں۔''

(الأمر بالاتباع والنّهي عن الابتداع، ص 110)

سوال: کیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے درخت یا ٹہنی ہونے کی تمنا کی؟

جواب: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایسی کوئی روایت ثابت نہیں، جس میں انہوں نے درخت یا ٹہنی وغیرہ کی تمنا کی ہو۔ اس بارے میں مروی تمام روایات ضعیف و غیر ثابت ہیں، ملاحظہ فرمائیں؛

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ غُصْنًا رَطْبًا .

''میں چاہتی ہوں کہ میں تروتازہ ٹہنی ہوتی (جسے جانور کھا جاتے)۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : 37818، كتاب المتمنّين لابن أبي الدنيا : 27)

سند ضعیف ہے۔عبداللہ بن عبید بن عمیر کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔

❀ ابو عبدالرحمٰن مفضل بن غسان غلابی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

أَنْكَرَ يَحْيٰى أَنْ يَكُونَ سَمِعَ مِنْ عَائِشَةَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُبَيْدٍ .

''یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے عبداللہ بن عبید کے عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع کا انکار کیا ہے۔''

(الجَوهر النّقي لابن التّركماني : 2/417-418)

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

وَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ شَجَرَةً، وَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنِّي كُنْتُ مَدَرَةً، وَوَاللّٰهِ لَوَدِدْتُ أَنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْنِي شَيْئًا .

''اللہ کی قسم! میری تمنا تھی کہ میں درخت ہوتی، اللہ کی قسم! میری تمنا تھی کہ میں

(كتاب المتمنّين لابن أبي الدنيا : 63)

سند ضعیف ہے۔عمرو بن سلمہ ہمدانی کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع معلوم نہیں ہوسکا۔

❀ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے:

يَا لَيْتَنِي كُنْتُ شَجَرَةً .

''کاش میں درخت ہوتی۔''

(كتاب المتمنّين لابن أبي الدنيا : 26)

سند ضعیف ہے۔

① اسحاق مولیٰ زائدہ کا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سماع نہیں۔ سند میں سماع کی تصریح کسی راوی کا وہم ہے۔

② اُسامہ بن زید لیثی سیء الحفظ ہے۔

(فتح الباري لابن حجر : 210/3)

نوٹ:

کسی صحابی سے اس طرح کی تمنا کرنا ثابت نہیں۔

(سوال): کیا زندہ مشرک والدین کے لیے دعا کی جا سکتی ہے؟

(جواب): والدین زندہ ہوں اور صحیح العقیدہ نہ ہوں، تو ان کے لیے دعا کی جا سکتی ہے۔ البتہ شرک پر فوت ہوئے ہوں، تو دعائے رحمت و مغفرت نہیں کی جا سکتی۔

❁ سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ اُحد کے موقع پر دشمنوں کے لیے ان الفاظ میں دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِي فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ .

''اللہ! میری قوم کو معاف فرما، یہ جانتے نہیں۔''

(صحيح البخاري : 3477، صحيح مسلم : 1792)

❁ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ قَالَ كَثِيرٌ مِّنَ الْعُلَمَاءِ : لَا بَأْسَ أَنْ يَدْعُوَ الرَّجُلُ لِأَبَوَيْهِ الْكَافِرَيْنِ وَيَسْتَغْفِرَ لَهُمَا مَا دَامَا حَيَّيْنِ، فَأَمَّا مَنْ مَاتَ فَقَدِ انْقَطَعَ عَنْهُ الرَّجَاءُ فَلَا يُدْعٰى لَهٗ .

''بہت سے اہل علم نے فرمایا ہے: جب تک کافر والدین زندہ ہیں، ان کے لیے دعائے رحمت و مغفرت کرنے میں کوئی حرج نہیں، البتہ جو (حالت شرک میں) فوت ہو جائے، تو اس کی مغفرت کی اُمید ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا اس کے لیے دعا نہیں کی جا سکتی۔''

(تفسير القرطبي : 274/8)

(سوال): کیا ہم کسی کو جنتی یا جہنمی کہہ سکتے ہیں؟

(جواب): متعین کر کے ہم کسی کو جنتی یا جہنمی نہیں کہہ سکتے۔ البتہ کتاب و سنت میں جن کے جنتی یا جہنمی ہونے کی صراحت آئی ہے، انہیں کہہ سکتے ہیں۔

❁ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِنَّا نَشْهَدُ بِأَنَّ الْمُؤْمِنِينَ فِي الْجَنَّةِ، وَأَنَّ الْكَافِرِينَ فِي النَّارِ

وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ لِمَنْ شَهِدَ لَهُ الْكِتَابُ وَالسُّنَّةُ، وَلَا نَشْهَدُ بِذٰلِكَ لِمُعَيَّنٍ إِلَّا مَنْ شَهِدَ لَهُ النَّصُّ .

''ہم شہادت دیتے ہیں کہ مؤمن جنت میں جائیں گے اور کافر جہنم میں جائیں گے، ہم جنت اور جہنم کی گواہی ان لوگوں کے لیے دے سکتے ہیں، جن کے لیے کتاب وسنت نے گواہی دی ہے، البتہ کسی معین شخص کے متعلق جنت یا جہنم کی گواہی اسی صورت میں دیں گے، جب کسی کے جنتی یا جہنمی ہونے پر نص شاہد ہو۔''

(الآداب الشّرعية لابن مُفلِح :273/1)

سوال: کیا جنات کا وجود ہے؟

جواب: اہل سنت والجماعت بالاتفاق جنات کے وجود کے قائل ہیں۔ جنات اور شیاطین کی حقیقت اور وجود مسلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے تخلیق کیا ہے۔ ان کا اپنا ایک جہان ہے۔ یہ غیبی مخلوق ہیں، اکثر اوقات نظر نہیں آتے، بعض اوقات نظر آ جاتے ہیں۔ یہ کھاتے پیتے ہیں، ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے، یہ شرع کے مکلّف ہیں، نبی کریم ﷺ کی بعثت ان کی طرف بھی ہوئی۔ ان میں بھی مؤمن اور کافر ہوتے ہیں۔ جنات کو نیکیوں پر اجر ملے گا اور گناہوں پر عذاب ہوگا، بالفاظ دیگر انسانوں کی طرح جنات بھی جنت اور جہنم میں جائیں گے۔

انہیں موت بھی آتی ہے، البتہ ان کی عمریں لمبی ہوتی ہیں، جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے، اسے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے، بلکہ قتل بھی کرسکتا ہے۔ شیاطین جنوں کو انسان کے دل تک دسترس حاصل ہے۔ وہ دل میں گھس کر وسوسے ڈالتا ہے۔

جنات کی اپنی شکلیں ہیں، نیز یہ مختلف شکلیں اور صورتیں بھی دھار لیتے ہیں۔ اکثر طور

پر انسان، سانپ، بچھو، کتے، اونٹ، گائے، بکری، گھوڑے، خچر، گدھے اور پرندے کی شکل اختیار کرتے ہیں۔ بعض انسانوں سے ان کا کلام کرنا بھی ثابت ہے۔ با مشقت کام بھی کر لیتے ہیں۔ انسانوں کی طرح یہ بھی عاقل ہیں۔ جنوں اور انسانوں کا قرآن وحدیث میں ''ثقلین'' کہا گیا ہے، مطلب کہ روئے زمین پر سب سے اہم اور افضل مخلوقات جنات اور انسان ہیں۔

فلاسفہ، قدریہ، زنادقہ، جہمیہ اور معتزلہ جنات اور شیاطین کے حقیقی وجود کے منکر ہیں۔ جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار دراصل قرآن اور متواتر احادیث کا جحود و تکذیب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے جنات کے بارے میں ایک مستقل سورت نازل فرمائی، جس کا نام ''سورت جن'' ہے۔ یہ جنات کے وجود پر بین دلیل ہے۔

۞ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

سُورَةُ الْجِنِّ تَقْضِي بِذٰلِكَ .

''سورت جن جنات کے وجود پر دلیل ہے۔''

(تفسير القرطبي : 50/2)

جنات کے وجود پر امت کا اجماع ہے۔

❀ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) فرماتے ہیں:

قَدِ اتَّفَقَ عَلَيْهِ أَئِمَّةُ الْإِسْلَامِ كَمَا اتَّفَقُوا عَلٰى وُجُودِ الْجِنِّ .

''(جن انسان میں داخل ہوسکتا ہے۔) اس کے جواز پر ائمہ اسلام کا اتفاق ہے، اسی طرح جنات کے وجود پر بھی اتفاق ہے۔''

(الرّدّ على المنطقيين، ص 470)

❁ نیز فرماتے ہیں:

وُجُودُ الْجِنِّ ثَابِتٌ بِكِتَابِ اللّٰهِ، وَسُنَّةِ رَسُولِهٖ، وَاتِّفَاقِ سَلَفِ الْأُمَّةِ، وَأَئِمَّتِهَا، وَكَذٰلِكَ دُخُولُ الْجِنِّيِّ فِي بَدَنِ الْإِنْسَانِ ثَابِتٌ بِاتِّفَاقِ أَئِمَّةِ أَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ.

''جنوں کا وجود کتاب وسنت سے ثابت ہے، اس پر اسلاف امت اور ائمہ اہل سنت کا اجماع ہے۔ اسی طرح ائمہ اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ جن انسانی بدن میں داخل ہوسکتا ہے۔''

(الفتاوی الکبریٰ: 12/3، مجموع الفتاوی: 277/24)

❁ **علامہ احمد قسطلانی رحمہ اللہ (۹۲۳ھ) فرماتے ہیں:**

قَدْ دَلَّتْ عَلٰى وُجُودِهِمْ نُصُوصُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ مَعَ إِجْمَاعِ كَافَّةِ الْعُلَمَاءِ فِي عَصْرِ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ عَلَيْهِ وَتَوَاتَرَ نَقْلُهٗ عَنِ الْأَنْبِيَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ تَوَاتُرًا ظَاهِرًا يَعْلَمُهُ الْخَاصُّ وَالْعَامُّ فَلَا عِبْرَةَ بِإِنْكَارِ الْفَلَاسَفَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ وَغَيْرِهِمْ ذٰلِكَ.

''جنات کے وجود پر کتاب وسنت کی نصوص دلیل ہیں، اس کے ساتھ ساتھ صحابہ وتابعین کے اہل علم کا اجماع ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام سے جنات کا وجود تواتر کے ساتھ منقول ہے، جسے ہر خاص وعام جان سکتا ہے، لہٰذا فلاسفہ اور باطنیہ وغیرہ کے جنات کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں۔''

(شرح القسطلاني: 303/5)

❁ **علامہ مناوی رحمہ اللہ (۱۰۳۱ھ) لکھتے ہیں:**

إِنَّ وُجُودَ الْجِنِّ مِمَّا انْعَقَدَ عَلَيْهِ الْإِجْمَاعُ وَنَطَقَ بِهِ كَلَامُ اللّٰهِ وَالْأَنْبِيَاءُ .

''جنات کے وجود پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، قرآن کریم اور انبیائے کرام علیہم السلام ان کے وجود کو بیان کیا ہے۔''

(فيض القدير : 365/3)

۞ حافظ نووی رحمہ اللہ (٦٧٦ھ) ایک حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى وُجُودِهِمْ وَهُوَ مَذْهَبُ أَهْلِ الْحَقِّ، وَقَدْ تَظَاهَرَتْ عَلَيْهِ دَلَائِلُ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ الصَّرِيحَةِ .

''یہ حدیث دلیل ہے کہ جنات کا وجود ہے، یہ اہل حق کا مذہب ہے۔ اس پر قرآن وسنت کے دلائل بالکل واضح ہیں۔''

(الإيجاز، ص 192)

۞ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یوں باب قائم کیا ہے:

بَابُ ذِكْرِ الْجِنِّ وَثَوَابِهِمْ وَعِقَابِهِمْ .

''جنات (کے وجود) اور ان کے ثواب وعقاب کا بیان۔''

اس تبویب سے امام بخاری رحمہ اللہ دو باتیں ثابت کرنا چاہتے ہیں؛

① جنات کا وجود ② جنات کا مکلّف ہونا۔

قرآن کریم میں بہت ساری آیات ہیں، جو جنات اور شیاطین کے وجود کو ثابت کرتی ہیں۔ فلاسفہ برے لوگ ہیں، وہ جنات کا انکار کرتے ہیں۔ عقلی طور پر جنات کے وجود کو محال سمجھتے ہیں، علمائے حق نے ان کے ایک ایک شبہ کو مسکت جواب دیا ہے۔

جنات کا وجود قرآن، متواتر احادیث اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ تمیں کے

قریب قرآنی آیات اس پر دلالت کناں ہیں، البتہ جہمیہ، معتزلہ، فلاسفہ، جمہور قدریہ اور زنادقہ وملاحدہ جنات کی وجود کی حقیقت کے منکر ہیں۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ (۷۲۸ھ) لکھتے ہیں:

''تمام فرق ہائے مسلمہ کا اتفاق ہے کہ جنات کا وجود ہے اور محمد کریم ﷺ کی رسالت ان کے لیے بھی ہے۔ کفار کے اکثر گروہ بھی جنوں کی حقیقت تسلیم کرتے ہیں، یہود ونصاریٰ بھی مسلمانوں کی طرح جنات کا وجود تسلیم کرتے ہیں، گو کچھ منکر بھی ہیں، معدودے چند منکر تو مسلمانوں میں بھی ہیں۔ کچھ غالی مسلمانوں اور معتزلہ کی جماعتوں میں ایسے لوگ موجود ہیں، لیکن اکثر جماعتیں اور ان کے ائمہ جنات کا وجود مانتے ہیں، کیوں کہ جنات کے وجود سے متعلق انبیاء کے واقعات اس قدر متواتر ہیں کہ جنہیں مانے بغیر چارہ نہیں۔ یہ بھی ماننا پڑے گا کہ وہ زندہ، صاحب عقل، خودمختار، بلکہ شریعت کے مکلّف ہیں۔ یہ کوئی عارضہ یا وہم نہیں جو بعض انسانوں کو لاحق ہو جاتا ہے، جیسا کہ بعض ملحدوں کا خیال ہے۔ جب جنوں کا معاملہ اس قدر متواتر ہے کہ جسے ہر خاص وعام بخوبی سمجھ سکتا ہے، تو پھر رسولوں پر ایمان رکھنے والی اتنی بڑی جماعت کے لیے جنات کی حقیقت کا انکار ممکن نہیں۔''

(مجموع الفتاویٰ: 10/19)

۞ علامہ ابن حجر ہیتمی رحمہ اللہ (۹۷۴ھ) لکھتے ہیں:

''اہل سنت جنات کا وجود مانتے ہیں۔ معتزلہ انکاری ہیں، جو کہ قرآن وسنت اور اجماع امت کی مخالفت ہے، بلکہ کفر ہے، اس سے جنات کے وجود پر

دلالت کرنے والی قطعی نصوص کا انکار لازم آتا ہے۔تب ہی تو بعض مالکیہ نے کہا ہے: جنات کے وجود کا منکر کافر ہے، کیوں کہ اس سے قرانی نص، احادیث متواترہ اور اجماع کا انکار لازم آتا ہے۔ جنات کا مکلّف ہونا ایک قطعی حقیقت ہے، اسی لیے تو ان سے قرآن میں گناہوں کی معافی اور الم ناک عذاب سے رہائی کا وعدہ کیا گیا ہے۔''

(الفتاوی الحدیثیّة، ص 89)

معلوم ہوا کہ جو جنات کے وجود کا منکر ہے، وہ قرآن، احادیث متواترہ اور اجماع امت کے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ہے۔

① فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ وَالْجِنِّ﴾

(الأنعام: ۱۱۲)

''ہم نے ہر نبی کے انسانوں اور جنوں میں سے شیاطین دشمن بنائے تھے۔''

② نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْجَانَّ خَلَقْنَاهُ مِنْ قَبْلُ مِنْ نَارِ السَّمُومِ﴾(الحجر: ۲۷)

''ہم نے انسانوں سے پہلے جنوں کو شعلے مارتی آگ سے پیدا کیا۔''

③ فرمانِ الٰہی ہے:

﴿وَخَلَقَ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَارٍ﴾(الرّحمٰن: ۱۵)

''اللہ نے جنوں کو شعلے مارتی آگ سے پیدا کیا۔''

جنات کے وجود پر متواتر احادیث ہیں۔

❁ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 2236)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري :461، صحيح مسلم :541)

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

(صحيح البخاري :3431، صحيح مسلم : 2366)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما

(صحيح البخاري : 773، صحيح مسلم : 449، واللّفظ لهٗ)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(صحيح مسلم : 450)

❁ علامہ رازی رحمہ اللہ (۶۰۶ھ) فرماتے ہیں:

اشْتَهَرَ وَبَلَغَ مَبْلَغَ التَّوَاتُرِ مِنْ خُرُوجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْجِنِّ وَقِرَاءَ تِهٖ عَلَيْهِمْ، وَدَعْوَتِهٖ إِيَّاهُمْ إِلَى الْإِسْلَامِ .

''تواتر کی حد تک مشہور ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ الجن کو نکلے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنات پر قرآن کریم کی تلاوت کی اور انہیں اسلام کی دعوت دی۔''

(تفسير الرّازي :84/1)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ، وَّخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِّنْ نَارٍ، وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ .

''فرشتے نور سے اور جنات شعلے مارتی آگ سے پیدا ہوئے۔سیدنا آدم علیہ السلام کے تخلیقی مرحلہ سے تو آپ پہلے ہی آگاہ ہیں۔''

(صحيح مسلم : 2996)

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہڈی اور لید جنوں کی خوراک ہے۔ میرے پاس نصیبین (مدینے کی بستی) کے جنوں کا وفد آیا، کیا ہی اچھے جن تھے، مجھ سے اشیائے خوردنی کا سوال کرنے لگے، میں نے اللہ سے دعا کی کہ انہیں ملنے والی ہر ہڈی پر کھانا مل جائے۔''

(صحيح البخاري : 3860)

ہر انسان کے ساتھ موکل جن ہوتا ہے، جو اسے گناہ پر ابھارتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی تھا، مگر اللہ تعالیٰ کی مدد سے وہ جن مطیع ہو گیا تھا، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی گناہ کی دعوت نہیں دیتا تھا، بلکہ خیر و بھلائی کا ہی کہتا تھا۔

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ، إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا : وَإِيَّاكَ؟ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ : وَإِيَّايَ، إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ، فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ .

''ہر ایک کے ساتھ ایک جن (شیطان) مقرر کیا گیا ہے، صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کیا آپ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا: جی ہاں، میرے ساتھ بھی ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس پر میری مدد کی ہے، وہ مطیع ہو گیا ہے، اب وہ مجھے صرف خیر کا ہی حکم دیتا ہے۔''

(صحیح مسلم : 2814)

اس کا معنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ جن مسلمان ہو گیا تھا۔ ان دونوں صورتوں میں «فَأَسْلَمَ»(میم پر زبر) ہوگا۔

«فَأَسْلَمُ»(میم پر پیش) کی صورت میں معنی یہ ہوگا کہ اللہ کی مدد سے میں اس جن سے محفوظ ہو گیا ہوں۔

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِذَا جِنِّيٌّ قَائِمٌ بَيْنَ يَدَيَّ .

''ایک جن میرے سامنے کھڑا تھا۔''

(السّنن الكبرىٰ للنّسائي : 7963، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

''جب کسی ایسے بادشاہ کے پاس جانا ہو، جس سے لوگ خوف کھاتے ہوں اور اس کے شر کا ڈر ہو، تو تین مرتبہ یہ دُعا پڑھیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ، اللّٰهُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِهٖ جَمِيعًا، اللّٰهُ اَعَزُّ مِمَّا اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوذُ بِاللّٰهِ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْمُمْسِكُ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ اَنْ يَّقَعْنَ عَلَى الْاَرْضِ إِلَّا بِإِذْنِهٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِكَ فُلَانٍ وَجُنُودِهٖ وَاَتْبَاعِهٖ وَاَشْيَاعِهِمْ مِنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ، اَللّٰهُمَّ كُنْ لِي جَارًا مِنْ شَرِّهِمْ، جَلَّ ثَنَاؤُكَ وَعَزَّ جَارُكَ، وَتَبَارَكَ اسْمُكَ لَا إِلَهَ غَيْرُكَ .

''اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، وہ ساری مخلوق سے زیادہ غلبے والا ہے، جن سے

میں ڈرتا ہوں، اللہ ان سے زیادہ غلبے والا ہے، میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں، جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، جو ساتوں آسمانوں کو تھامے ہوئے ہے، انہیں زمین پر نہیں گرنے دیتا، مگر جب اس کا اذن ہوگا۔ اللہ! میں تیرے فلاں بندے کے شر، اس کے لشکر، اس کے ساتھیوں اور اس کی جماعتوں کے شر سے خواہ وہ جنات میں سے ہوں یا انسانوں میں سے، پناہ طلب کرتا ہوں، اللہ! تُو مجھے ان کے شر سے بچا، تیری بڑی تعریف ہے اور جو تجھ سے پناہ طلب کرے، وہ باعزت ہے، تیرا نام برکت والا ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

(الدُّعا للطَّبَراني : 1060؛ الأدب المفرد للبخاري : 708، وسندهٗ حسنٌ)

❁ سیدنا ابوثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

الْجِنُّ عَلٰی ثَلَاثَةِ أَصْنَافٍ؛ صِنْفٌ كِلَابٌ وَحَيَّاتٌ، وَصِنْفٌ يَطِيرُونَ فِي الْهَوَاءِ، وَصِنْفٌ يَحُلُّونَ وَيَظْعَنُونَ.

''جنات کی تین قسمیں ہیں؛ ایک قسم کتوں اور سانپوں کی شکل میں ہوتی ہے، ایک قسم فضا میں اڑتی ہے اور ایک قسم (مختلف جگہوں پر) سکونت اختیار کرتی ہیں۔''

(صحیح ابن حبان : 6156، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ (۳۷۰۲) نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' کہا ہے۔

❁ وہب بن منبہ رحمہ اللہ کے بارے میں ہے:

سُئِلَ عَنِ الْجِنِّ مَا هُمْ وَهَلْ يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَمُوتُونَ وَيَتَنَاكَحُونَ؟ قَالَ : هُمْ أَجْنَاسٌ، فَأَمَّا الَّذِينَ هُمْ خَالِصُ الْجِنِّ فَهُمْ رِيحٌ لَا

يَأْكُلُونَ وَلَا يَشْرَبُونَ وَلَا يَتَوَالَدُونَ وَمِنْهُمْ أَجْنَاسٌ يَأْكُلُونَ وَيَشْرَبُونَ وَيَتَنَاكَحُونَ وَيَتَوَالَدُونَ وَيَمُوتُونَ وَمِنْهُمُ السَّعَالِي وَالْغُولُ وَالْقُطْرُبُ وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ .

''آپ رحمہ اللہ سے جنات کے متعلق پوچھا گیا کہ یہ کیسی مخلوق ہیں، کیا یہ کھاتے، پیتے ہیں، انہیں موت آتی ہے اور کیا یہ نکاح کرتے ہیں؟ فرمایا: جنات کی کئی قسمیں ہیں۔ ان میں جو خالص جن ہیں، وہ تو ہوا کی طرح ہیں، نہ کھاتے ہیں، نہ پیتے ہیں اور نہ ان میں توالد وتناسل کا سلسلہ ہے۔ جنات کی ایک قسم وہ ہے، جو کھاتے پیتے ہیں، نکاح کرتے ہیں، ان میں توالد وتناسل ہے اور وہ مرتے ہیں۔ جنات کی بعض قسموں میں سعالی (جادوگر جنات)، غول (راستوں سے بھٹکانے والے شیاطین)، قطرب (چیزیں غائب کرنے والے بھوت) وغیرہ شامل ہیں۔''

(تفسير الطّبري : 100/17، العظّمة لأبي الشّيخ : 1083، التّمهيد لابن عبد البر : 117/11، وسندهٗ حسنٌ)

جنات اور شیاطین کے وجود کا انکار کفر ہے۔

❁ **حافظ ابن بطہ رحمہ اللہ (۳۸۷ھ) فرماتے ہیں:**

مَنْ أَنْكَرَ أَمْرَ الْجِنِّ، وَكَوْنَ إِبْلِيسَ وَالشَّيَاطِينَ وَالْمَرَدَةِ، وَإِغْوَاءَ هُمْ بَنِي آدَمَ فَهُوَ كَافِرٌ بِاللّٰهِ، جَاحِدٌ بِآيَاتِهِ، مُكَذِّبٌ بِكِتَابِهِ .

''جس نے جنات، ابلیس، شیاطین، سرکش شیاطین اور ان کا انسانوں کو گمراہ کرنے کا انکار کیا، وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کفر کرنے والا، اس کی آیات کو

جھٹلانے والا اور اس کی کتاب کی تکذیب کرنے والا ہے۔''

(الأبانة الصغریٰ، ص 141، رقم المسئلة : 278)

❀ علامہ ابوعبداللہ قرطبی رحمہ اللہ (۶۷۱ھ) فرماتے ہیں:

قَدْ أَنْكَرَ جَمَاعَةٌ مِنْ كَفَرَةِ الْأَطِبَّاءِ وَالْفَلَاسِفَةِ الْجِنَّ ...... اجْتِرَاءً عَلَى اللّٰهِ وَافْتِرَاءً، وَالْقُرْآنُ وَالسُّنَّةُ تَرُدُّ عَلَيْهِمْ.

''کافر اطباء اور فلاسفہ میں ایک جماعت نے جنات کے وجود کا انکار کیا ہے۔ ...... یہ اللہ تعالیٰ پر جسارت اور بہتان ہے۔ قرآن و سنت ان کا رد کرتے ہیں۔''

(تفسير القرطبي : 6/19)

❀ علامہ عینی حنفی رحمہ اللہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ سے نقل کرتے ہیں:

لَمْ يُخَالِفْ أَحَدٌ مِنْ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ فِي وُجُودِ الْجِنِّ، وَجُمْهُورُ طَوَائِفِ الْكُفَّارِ عَلٰى إِثْبَاتِ الْجِنِّ وَإِنْ وُجِدَ فِيهِمْ مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ فَكَمَا يُوجَدُ فِي بَعْضِ طَوَائِفِ الْمُسْلِمِينَ كَالْجَهْمِيَّةِ وَالْمُعْتَزِلَةِ، مَنْ يُنْكِرُ ذٰلِكَ، وَإِنْ كَانَ جُمْهُورُ الطَّائِفَةِ وَأَئِمَّتِهَا مُقِرِّينَ بِذٰلِكَ، وَهٰذَا لِأَنَّ وُجُودَ الْجِنِّ قَدْ تَوَاتَرَتْ بِهِ أَخْبَارُ الْأَنْبِيَاءِ، عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، تَوَاتُرًا مَعْلُومًا بِالْاِضْطِرَارِ، وَقَالَ إِمَامُ الْحَرَمَيْنِ فِي كِتَابِهِ الشَّامِلِ : اِعْلَمُوا، رَحِمَكُمُ اللّٰهُ، إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْفَلَاسَفَةِ وَجَمَاهِيرَ الْقَدَرِيَّةِ وَكَافَّةَ الزَّنَادِقَةِ أَنْكَرُوا الشَّيَاطِينَ وَالْجِنَّ رَأْسًا.

’’(مجموع الفتاوی لابن تیمیہ: ۱۰/ ۱۹ میں ہے کہ) مسلمانوں کے کسی گروہ نے جنات کے وجود میں اختلاف نہیں کیا، اسی طرح کفار کے اکثر گروہ جنات کا وجود مانتے ہیں، اگر ان میں کوئی فرقہ جنات کے وجود کا منکر ہے، تو مسلمانوں میں سے بھی بعض گروہ مثلاً جہمیہ اور معتزلہ جنات کے وجود کا انکار کرتے ہیں، البتہ اکثر گروہ اور ان کے ائمہ جنات کے وجود کے اقراری ہیں، اس لیے کہ جنات کے وجود پر انبیائے کرام علیہم السلام کی حکایات اتنی متواتر ہیں کہ ان کا انکار ممکن نہیں۔ امام الحرمین رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ’’الشامل‘‘ میں فرمایا: ’’اللہ آپ پر رحم کرے! جان لیجئے کہ بہت سے فلاسفہ، اکثر قدریہ اور تمام زنادقہ نے شیاطین اور جنات کے وجود کا سرے سے انکار کر دیا ہے۔‘‘

(عُمدة القاري : 182/15)

❁ علامہ آلوسی رحمہ اللہ (۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں:

نَفْيُ ذٰلِكَ كُفْرٌ صَرِيحٌ .

’’جنات کا انکار صریح کفر ہے۔‘‘

(روح المَعاني : 93/15)

تفصیل کے لیے علامہ محمد بن عبد اللہ شبلی حنفی رحمہ اللہ (۷۶۹ھ) کی کتاب ’’آکام المرجان فی احکام الجان‘‘ ملاحظہ فرمائیں۔